از عدالتِ عظمیٰ

سٹیٹ آف بہار و دیگر

بنام

رانچی ضلع سمتا پارٹی و دیگر

تاریخ فیصلہ: 19 مارچ 1996

[کے راما سوامی، ایس۔ پی۔ بھروچا اور کے۔ ایس۔ پریپورنن، جسٹس صاحبان]

آئین ہند 1950: آرٹیکل 136 اور 226–ساتواں شیڈول–فہرست I–اندراج 80۔

دہلی اسپیشل پولیس ایکٹ، 1946: دفعہ 6۔

بہار مویشی پروری کا محکمہ – تعلیم، تعاون اور ماہی پروری کا محکمہ –بڑے پیمانے پر عوامی فنڈوں کی بے ضابطگی، دھوکہ دہی کے لین دین اور کھاتوں کی جعل سازی–ریاستی پولیس کے ذریعے تحقیقات–ریاستی حکومت کی رضامندی کے بغیر آرٹیکل 226 کے تحت سی بی آئی کے ذریعے تحقیقات کی ہدایت کرتے ہوئے عدالت عالیہ–ریاستی پولیس پر بدنام نہ کرنے بلکہ عوامی انتظامیہ میں بدعنوانی کی تحقیقات کرنے کی ہدایت–قرار پایا کہ، دی گئی ہدایت منصفانہ اور مناسب تھی اور آرٹیکل 136 کے تحت مداخلت نہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا–عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی ہدایت میں ترمیم جس میں کہا گیا تھا کہ گھوٹالے میں ملوث تمام افراد سے قانون کے مطابق نمٹا جائے–قرار پایا کہ سی بی آئی کے ذریعے تحقیقات مجموعی طور پر ہونی چاہیے۔ پٹنہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کی نگرانی میں–یہ سوال کہ آیا عدالت عالیہ متعلقہ ریاست کی رضامندی کے بغیر سی بی آئی کے ذریعے تحقیقات کی ہدایت دے سکتی ہے–اس میں نہیں گیا کیونکہ آئینی بنچ کے سامنے حوالہ پہلے ہی زیر التوا تھا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 5177، سال 1996 وغیرہ۔

پٹنہ عدالت عالیہ کے C.WJ. C نمبر 459، سال R–1996 میں 11.3.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

شریک فریقین کے لیے سولی جے سوراب جی، ایف ایس نریمن، پی پی راؤ، شانتی بھوشن، ارون جیٹلی، او پی شرما، راجیو دھون، رامیشور پرساد، ششی انوگرہ، بی بی سنگھ، جمشید بے، پرشانت بھوشن، منندر سنگھ،

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پرتیبھا ایم سنگھ، روی شنکر پرساد، راکیش پرساد، سشیل کمار مودی، مس ننیتا شرما، رنجی تھامس، پرشانت چودھری، پی کے شاہی، پرمود کمار، گوپال سنگھ اور مس ویمالا سنہا۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا

اجازت دی گئی۔

دونوں طرف سے فاضل وکلاء کو سنا گیا۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں سی ڈبلیو جے سی نمبر 459، سال 1996 اور بنچ میں پٹنہ عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ کے 11 مارچ 1996 کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہیں۔ عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے میں بیان کردہ تمام حقائق بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ ریاست بہار کے امور حیوانات میں بڑے پیمانے پر عوامی فنڈوں کی غبن ، دھوکہ دہی کے لین دین اور کھاتوں کی جعل سازی، تقریباً 500 کروڑ روپے کی بات سامنے آئی۔ یہ 1977-78 سے 1995-96 کے سالوں کے دوران ہوا تھا۔ تعلیم، امداد باہمی اور ماہی گیری کے محکموں میں بھی ایسی ہی صورتحال تھی۔ تمام وکیل اس بات سے متفق ہیں کہ گہرائی سے تفتیش کی ضرورت ہے۔ دونوں طرف کے وکیلوں کے درمیان واحد تنازعہ یہ ہے کہ آیا عدالت عالیہ آرٹیکل 226 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ریاستی پولیس سے تحقیقات چھین سکتی ہے اور اسے سنٹرل بیورو آف انویسٹی گیشن (سی بی آئی) کے حوالے کر سکتی ہے۔

ریاست کی طرف سے پیش ہوئے سینئر وکیل، شری ایف ایس نریمن نے دلیل دی کہ آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست I کے اندراج 80 اور دہلی اسپیشل پولیس ایکٹ، 1946 (ایکٹ 26، سال 1946) کے دفعہ 6 کی وجہ سے، مناسب ریاستی حکومت کی رضامندی کے بغیر ریاستی پولیس کے علاوہ کوئی تفتیشی ایجنسی ریاست میں کیے گئے جرم کی تحقیقات نہیں کر سکتی۔ عدالت عالیہ کو آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اس حد کو ذہن میں رکھنا چاہیے تھا۔ یہ حد اس عدالت پر لاگو نہیں ہوتی تھی جو آئین کے آرٹیکل 142 کے تحت مکمل انصاف کرنے کا اختیار استعمال کرتی ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ نے سی بی آئی کو عوامی فنڈوں کی تصرف بے جا بڑے پیمانے پر غبن، من گھڑت اور ریکارڈ کو تباہ کرنے وغیرہ کے الزامات کی تحقیقات کرنے کی ہدایت دینا قانونی طور پر درست نہیں تھا۔ سینئر وکیل شری پی پی راؤ نے دلیل دی کہ ریاستی حکومت نے تحقیقات شروع کرنے میں کوئی تاخیر نہیں کی۔ جیسے ہی یہ معاملہ وزیر اعلی کے علم میں لایا گیا، انہوں نے فوری کارروائی کی، غلطی کرنے والے افسران کو معطل کر دیا اور وقتاً فوقتاً رپورٹ پیش کرنے کے لیے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انکوائری تشکیل دی۔ مسٹر راؤ نے کہا کہ ریاست کسی بھی بدعنوان افسر کو قانونی چارہ جوئی یا محکمہ جاتی کارروائی سے بچانے کی کوشش نہیں کرے گی۔ کی گئی فوری کارروائی نے ریاستی حکومت کی اس دیانت داری کو ثابت کیا کہ مناسب تحقیقات کی گئیں۔ ریاستی پولیس کے خلاف کوئی الزام نہیں تھا۔ عدالت عالیہ کنٹرول کو برقرار رکھ سکتی تھی اور ریاستی پولیس کے ذریعے تحقیقات کی نگرانی کر سکتی تھی۔ اس کے بجائے، اس نے ریاستی پولیس کو اس کے قانونی اختیارات سے الگ کر دیا اور اسے سی بی آئی کو سونپا، جس سے آئین کے تحت اختیارات کی تقسیم میں خلل پڑا۔ سینئر وکیل، شری سولی جسٹس سورابجی نے تمام تنازعات کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ یہ اختیار گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے اندراج 39 سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ریاستی پولیس کو اس اختیار سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ مرکزی ایجنسی کے ذریعے تحقیقات کا حکم ریاستی حکومت کی رضامندی کے بغیر عدالت عالیہ کے ذریعے نہیں دیا جا سکتا تھا۔

دوسری طرف، جواب دہندگان کی طرف سے پیش سینئر وکیل شری شانتی بھوشن نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ کے اختیارات لامحدود ہیں۔ اس اختیار کے استعمال پر خود ساختہ پابندیاں تھیں۔ ریاست کی انتظامیہ کے اندر ہونے والے دھوکہ دہی کے لین دین کی وسعت کے پیش نظر، ان کی تحقیقات کی ضرورت تھی اور غلطی کرنے والے افسران کو ایک آزاد ایجنسی کے ذریعے قانون کے کٹہرے میں لانے کی ضرورت تھی۔ اگر تحقیقات کسی آزاد ایجنسی کے ذریعے کی جائیں تو لوگوں کا اعتماد یقینی ہو جائے گا۔ سی بی آئی کے پاس کسی بے گناہ شخص کو جھوٹا پھنسانے یا کسی حقیقی مجرم کو بچانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ لہٰذا، ایک جمہوری نظام میں، جب انتظامیہ پر بادل ڈالا گیا، تو ایک آزاد ایجنسی کے لیے تحقیقات کرنا مناسب ہو گا۔ لہذا عدالت عالیہ نے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے صوابدیدی اختیار کا استعمال کرتے ہوئے سی بی آئی کو 500 کروڑ روپے سے زائد کے ان دھوکہ دہی کے لین دین کی تحقیقات کرنے کی ہدایت کی تھی۔ یہ تخمینہ خود ریاست نے دیا تھا۔ سینئر وکیل، شری ارون جیٹلی نے ریاست کے ویجیلنس کمیشن کے بذریعے اس سلسلے میں محکمہ انکم ٹیکس کی معلومات کے باوجود ریکارڈ پر موجود شواہد کی بنیاد پر غلطی کرنے والے افسران کے خلاف فرد قرار داد جرم لگانے اور تحقیقات میں ریاستی پولیس کی طرف سے عدم فعالیت پر تنقید کی۔ سینئر وکیل، شری راجیو دھون نے عوامی اعتماد کی دلیل پر فیصلے کی حمایت کی اور سینئر وکیل، شری او پی شرما نے اس کی بازگشت کی۔

تنازعات کے پیش نظر، غور کے لیے سوال یہ ہے کہ کیا یہ عدالت عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ حکم میں مداخلت کرنا جائز ثابت ہو گی۔ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ کے سی بی آئی

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کے ذریعے تحقیقات کی ہدایت دینے کے اختیار کے آتش پیا، اگرچہ متعلقہ ریاست کی رضامندی کے بغیر، اس عدالت کے پانچ ججوں کی آئینی بنچ کے زیر غور حوالہ کا موضوع ہے۔ (یہ رٹ پٹیشن نمبر 531-36، سال 1985 میں مورخہ 10 مارچ 1989 کے حکم کے تحت ہے۔) لہذا، ریاست کی رضامندی کے بغیر جرائم کی تحقیقات کے لیے سی بی آئی کو ہدایات دینے کے لیے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ کے اختیارات کی حدود پہلے ہی اس عدالت کے سامنے ہیں اور ان پر غور کیا جائے گا۔ دونوں طرف کے فاضل وکیل کے ذریعے حل کیے گئے تمام دلائل پر غور کیا جائے گا اور آئینی بنچ ان پر غور کرے گا۔

تب واحد سوال یہ ہے کہ کیا یہ آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت ہماری مداخلت کے لیے موزوں معاملہ ہے؟ مفادِ عامہ کی قانونی چارہ جوئی میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کا استعمال کسی سیاسی جماعت یا لوگوں کے گروہ کو کوئی فائدہ دینے کے لیے نہیں تھا، جیسا کہ اپیل گزاروں کے وکیل نے ظاہر کیا تھا۔ یہ ریاستی پولیس کو بدنام کرنے کے لیے نہیں تھا۔ یہ عوامی انتظامیہ میں بدعنوانی، افسر شاہی کی بدانتظامی، سرکاری ریکارڈوں کی من گھڑت سازی، اور ایک آزاد ایجنسی کے ذریعے عوامی فنڈوں کے بدعملی کی تحقیقات کے لیے کیا گیا تھا جو عوام کا اعتماد حاصل کرے گی۔ لہذا، ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی ہدایت منصفانہ اور مناسب معلوم ہوتی ہے اور کسی حقیقی مداخلت کا مطالبہ نہیں کرتی ہے۔

اس کے بعد سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی ہدایت میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے۔ شری نریمن نے نشاندہی کی کہ ریاستی پولیس پہلے ہی مختلف افراد کے خلاف 40 ابتدائی اطلاعی رپورٹیں قائم کر چکی ہے، 44 مجرموں کو گرفتار کر چکی ہے اور 239 افراد کی جائیدادیں ضبط کر چکی ہے۔ اس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے کہ ان جرائم میں ملوث تمام افراد کی شناخت کی ضرورت ہے۔ نہ صرف مذکورہ بالا تمام افراد بلکہ اس میں شامل دیگر تمام افراد سے بھی قانون کے مطابق نمٹا جانا چاہیے۔ یہ ترمیم کی جائے گی۔

ہماری یہ بھی رائے ہے کہ سی بی آئی کے ذریعے تحقیقات کے کنٹرول کے بارے میں ریاست کے خدشات کو دور کرنے کے لیے یہ پٹنہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کے مجموعی کنٹرول اور نگرانی میں ہونا چاہیے۔ تحقیقات کے ذمہ دار سی بی آئی افسران، متعلقہ فوجداری عدالت کے علاوہ، وقتاً فوقتاً پٹنہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس کو تحقیقات میں ہونے والی پیش رفت سے آگاہ کریں گے اور اگر انہیں تحقیقات کرنے کے معاملے میں کسی ہدایت کی ضرورت ہو تو انہیں ان سے حاصل کر سکتے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہیں۔ فاضل چیف جسٹس یا تو اس معاملے کو ہدایت کے لیے اپنے زیر صدارت بنچ کے سامنے رکھ سکتا ہے یا کوئی اور مناسب بنچ تشکیل دے سکتا ہے۔ تحقیقات ختم ہونے اور رپورٹوں کو حتمی شکل دینے کے بعد، جیسا کہ عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے متنازعہ فیصلے میں اشارہ کیا ہے، فوری پیروی کی کارروائی کی جائے گی۔ عدالت عالیہ اور ریاستی حکومت مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کے لیے مناسب تعداد میں خصوصی ججوں کو تفویض کرنے میں تعاون کریں گی تاکہ کوئی ثبوت ضائع نہ ہو۔

پیراگراف 54 میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ کے اس حکم میں ترمیم کی گئی ہے کہ پہلے سے قائم کردہ مقدمات میں ریاستی پولیس کی تحقیقات معطل رہیں گی۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، اب پوری تفتیش سی بی آئی کو سونپی گئی ہے۔ سی بی آئی کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ریاستی پولیس کی طرف سے پہلے سے کی گئی تحقیقات کو سنبھال لے، جس میں ابتدائی اطلاعی رپورٹیں، گرفتاریاں اور مشمولاجات شامل ہیں، اور اس سے مناسب طریقے سے نمٹا جائے۔

اپیل کو اسی کے مطابق نمٹادیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیلوں کو نمٹادیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.04.15 12:01
I attest to the accuracy and
integrity of this document